عمرانی افکار کی اساس میں میڈیا کا تعمیری کردار تعلیماتِ اسلامی کے تناظر میں

The Constructive Role of Media in the Foundation of Social Thoughts in Islamic Perspective

☆ڈاکٹر نعیم انور الازہری

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

☆☆ڈاکٹر شاہدہ تسلیم مغل

اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی آف ورٹری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور

Abstract:

The importance of means of communication had been acknowledged in every age. In contemporary age the whole of the world has been transformed into a global village. The credit of this success goes to the effective role of mass media. Now distance does not matter between human relations. Every man is in touch with other human beings at all moments. What is happening and what is going to happen in now in human knowledge all over the world. Today all forms of media are performing their role effectively, especially T.V channels, mobile phones, Internet, Skype, Satellite etc. They have greatly fascinated man. In Journalism all of them are called "Media". The use of all its forms, either good or bad, is in fact responsible for human construction and destruction. This article presents an analysis of the role of media in the light of teachings of Islam.

Key Words: communication, global village, mass media, forms of media, T.V channels, Skype, Satellite.

ابلاغ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا وجود ابتدائے آفرینش ہی سے پایا جاتا ہے، جس کی انسان کے ساتھ تلازم کی کیفیت یہ ہے کہ جب سے انسان ہے، تب سے یہ ابلاغ بھی ہے۔ ابلاغ جب جملہ محاسن سے مزیّن ہو جائے تو یہ ابلاغ کامل ہو جاتا ہے، اور یہ ابلاغ کامل اس فردِ بیں سرِ دور میں پایا گیا جو اعلیٰ انسانی اوصاف و کمالات کا مرقع بن کر انسانِ کامل بن گیا، گویا اعلیٰ ابلاغ ایک ارفع انسان میں ایک اعلیٰ روپ دھار تا رہا ہے اور ایک حقیقتِ ثابتہ بنتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم تاریخ انسانی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ابلاغ کا عمل ہمیں پیغمبرانہ عمل نظر آتا ہے۔

ابلاغ کا تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کیا ہے؟۔۔۔ تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّلین منبع و سرچشمہ قرآن و سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ''ابلاغ'' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور کچھ اور الفاظ بھی اس کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں، جس میں ''بنا'' اور ''اذاعوا'' بھی ہیں۔

ابلاغ کے معانی و مفاہیم:

ثلاثی مجرد سے یہ بلغ یبلغ ای وصل الیه زماناً کان بذا الشی او مکاناً حیا او معنویا[1] یعنی ''کسی چیز کا حسی یا معنوی طور پر کسی خاص زمان و مکان کو پہنچنا یہ بلوغ کہلاتا ہے۔''

جبکہ یہی لفظ جب عربی گرائمر کے اعتبار سے ثلاثی مزید فیہ میں شامل ہوتا ہے تو اس ابلاغ کے دو معانی مزید ہمارے سامنے آتے ہیں۔

پہلا معنی: ''الایصال'' پہنچانا: ابلاغ کا پہلا معنی الایصال ہے، جو کسی چیز کو پہنچانے یا کسی چیز کو دوسری چیز سے ملانے کا مفہوم دیتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے ابلاغ کی دو جہتیں ہیں۔ ایک ابتداء کی جہت ہے اور دوسری اس کی انتہا کی جہت ہے۔ دونوں میں وصل و ایصال جب اپنے کمال پر پایا جاتا ہے تو تب یہ ابلاغ بنتا ہے (۲)

دوسرا معنی: ''الکفایہ'': یعنی ایسا ابلاغ جو کافی ہو جائے، جو ابلاغ کی تمام ضرورتوں کی کفایت کر دے، جو ابلاغ کو اپنے کمال و تمام پر پہنچا دے، وہ ابلاغ جو اتنا کافی ہو جائے کہ قطعی اور حتمی ہو جائے، وہ ابلاغ جو اپنے اندر تمام اعلیٰ ابلاغی صفات کا حامل ہو۔ (۳) اس معنی کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے حاصل ہوتی ہے: وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي[۴]۔

''اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے اظہار کے لیے جس لفظ کا انتخاب کرتے ہیں وہ لفظ ''ابلاغ'' ہے، اور یقیناً اللہ کے پیغمبر کی ذمہ داری اپنی تمام تر قابلیت اور صلاحیت کے ساتھ ادا ہوتی ہے اور اس میں فرض کی ادائیگی کی تمام اعلیٰ و ارفع صورتیں پائی جاتی ہیں اور ذمہ داری کی ادائیگی کا یہ نہج ''ابلاغ'' کہلاتا ہے۔ ایک اور مقام پر ابلاغ کے ان معانی کی تائید اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لِيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ (۵)۔

''تاکہ اللہ اس بات کو ظاہر کردے کہ بے شک ان رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں۔''

''ابلاغ'' کے لیے ایک اور لفظ ذیعاً اور ذیوعاً یا ذیعاناً بطور مصدر بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے فعل: ذاع، یذیع ذیعاً مستعمل ہے، اس کا معنی ہے انتشر، یعنی کسی بات کو نشر کرنا، افشا کرنا، کسی بات کو شائع کرنا، اور اظہر یعنی کسی بات کو ظاہر کرنا۔(۶) اس معنی کی تائید ہمیں قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے بھی میسر آتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ (۷)۔

''اور جب ان کے پاس کوئی چیز امن یا خوف کی آتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔''

گویا ''اذاعوا''، کسی بات کو اور کسی خبر کو پھیلانے، نشر کرنے، افشاء کرنے اور ظاہر کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، خبر اچھی ہو یا بری ہو وہ خود اپنے اندر اس حقیقت کو سموئے ہوئے ہے کہ اسے افشاء کیا جائے اور اسے نشر کیا جائے، اور اچھی خبر کا افشاء تحدیثِ نعمت کے طور پر کیا جائے گا۔ اس لیے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۸) ''اور آپ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب تذکرہ کریں۔''

میڈیا کی ذمہ داری ''ابلاغ'' ہے:

میڈیا کی تعریف کیا ہے؟۔۔۔۔ اس حوالے سے میڈیا کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے:

"Media is usually used with a plural verb, its means of communication as radio and television, newspapers and magazines that reach or influence people widely."٨)b).

میڈیا کو معاشرے میں ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ پورے ملک میں اور اس کے ایک ایک کونے میں حتیٰ کہ پوری دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے، کیا کچھ ہو چکا ہے اور کیا کچھ ہونے جا رہا ہے، میڈیا ان ساری خبروں کو لمحہ بالمحہ معاشرے کے افراد تک پہنچا رہا ہے۔ ابلاغ اگر صدق پر مبنی ہو گا تو معاشرے میں اچھی اقدار کو فروغ ملے گا، معاشرتی اقدار میں استحکام پیدا ہو گا اور معاشرہ ایک مثبت سمت آگے بڑھتا جائے گا اور اگر ابلاغ میں کذب ہو گا یا اس پر کذب کا غلبہ ہو گا تو معاشرے میں ہر طرف نفرت کا ماحول پیدا ہو گا، انتشار کی کیفیت پیدا ہو گی اور معاشرتی زندگی میں سخت بے چینی اور پریشانی دیکھنے کو ملے گی۔

اس لیے ابلاغِ صدق کا عمل پیغمبرانہ روش ہے اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت اور طریق ہے، جیسے معلمیت و معلم کا پیشہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی طرح ابلاغِ کامل اور ابلاغِ صدق بھی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سب سے بڑی ذمہ داری ابلاغِ صدق ہے، جسے وہ اپنے اپنے عہد میں نبھاتے رہے ہیں، اس لیے ارشاد فرمایا:

فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ(۹)۔

''پھر اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ ہمارے رسول کو صرف احکام کا واضح طور پر پہنچا دینا ہی ہے۔''

ہر رسول اور نبی کی ذمہ داری ''البلاغ المبین'' کی ہے، اللہ کے احکام کو لوگوں تک ایک روشن آفتاب کی طرح پہنچانا انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داری رہی ہے، وہ اخبارِ الٰہیہ کو ویسے ہی پہنچاتے ہیں جس طرح ان تک وہ اخبار وحی کی جاتی ہے، اس عمل کا نام ''منصبِ نبوت کی ادائیگی'' ہے اور اس کا نام ''امانتِ نبوت کا ابلاغ'' ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس فرض کی ادائیگی میں کسی بھی رکاوٹ اور مزاحمت کو خاطر میں نہیں لاتے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصبِ نبوت کو ہر حال میں ادا کرتے رہے، اس حوالے سے اہلِ مکہ کے طعن و تشنیع کے تیر برداشت کرتے رہے اور ان کی طرف سے دی جانے والی ہر ذہنی اور جسمانی اذیت سہتے رہے اور پیکرِ صبر و رضا بن کر رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابو طالب کی زندگی کے آخری لمحات میں جب قریش نے حضرت ابو طالب کو آپ کی حمایت چھوڑنے پر مجبور کیا اور حضرت ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اس مطالبے سے آگاہ کیا تو اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرض کی ادائیگی ہر صورت میں نبھانے کا یوں اظہار فرمایا: فقال رسول الله يا عم! والله لو وضعوا الشمس في يميني والقمر في يساري على أن لا اترك هذا الامر (۱۰)۔

"اے چچا جان! اگر یہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو اپنے فرض سے پیچھے ہٹنے والا نہیں۔"

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرض کی ادائیگی کے حوالے سے ہمیں آگاہ کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلاَّ الْبَلاَغُ (۱۱)۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام کا ملاً پہنچا دینے کے سوا کوئی اور ذمہ داری نہیں۔"

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن فقط "بلاغ" کی بات نہیں بلکہ "بلاغ مبین" کی بات کرتا ہے۔ ایسا بلاغ کہ جس کے بعد کسی اور بلاغ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ کسی حقیقت کو اس طرح واضح کرنا کہ کوئی فرد اس حقیقت کو دھندلا نہ سکے۔ وہ بلاغ اپنے اندر ایک آفتاب روشن کی واضح حقیقت رکھتا ہو، تو ایسے ابلاغ کو "بلاغ المبین" سے تعبیر کرتے ہیں جو انسانی عقول کو بھی سیر اب کرے اور انسانی ارواح کو بھی منور کرے۔ اسی مضمون کو سورۃ النحل میں یوں بیان کیا گیا: فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ الْمُبِينُ (۱۲)۔

"سو اگر پھر بھی وہ روگردانی کریں تو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ذمے تو صرف میرے پیغام واحکام کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔"

قرآن ہر جگہ "البلغ المبین" کی بات کرتا ہے، اس حقیقت کو سورہ یٰسین میں یوں بیان فرمایا: قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلاَّ الْبَلاَغُ الْمُبِينُ (۱۳)۔

"پیغمبروں نے کہا: ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور واضح طور پر پیغام پہنچا دینے کے سوا ہم پر کچھ لازم نہیں ہے۔"

ان تمام آیات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داری "ابلاغِ مبین" رہی ہے۔ "ابلاغِ مبین" سے معاشرے کے افراد کے اقوال واعمال کی اصلاح ہوتی ہے، اور اس کے نتیجے میں کسی قول اور فعل پر ان کا اعتقاد قائم ہوتا ہے اور اس پر ان کو ایمان نصیب ہوتا ہے۔ گویا ابلاغِ مبین کے ذریعے راست قول وفعل کو لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے اور ابلاغ کو صداقت وراست کی پختگی وثقاہت کے ساتھ پہنچانا شیوہ پیغمبری ہے اور سنتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔

میڈیا اور انسانی قلب میں مشابہت: میڈیا کا ہمارے معاشرے میں ایک موثر رول اور کردار کیا ہے؟۔۔۔اسے ہم درج ذیل اقتباس سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں:

"Media is important because it infuences society in many differnt ways, it helps promoting right things on right time. It gives real exposure to the mass audience about what is right or wrong. It helps a lot to inform us about the realities as well."[۳ b]

عصر حاضر میں میڈیا کو وہ اہمیت حاصل ہوئی ہے جو پہلے کبھی اسے حاصل نہ تھی، میڈیا سے واسطہ اور رابطہ ہر ایک شخص کا ہے ،خواہ وہ تعلیم یافتہ ہے یا ان پڑھ، کسی بھی شعبے کا متخصص یا عام اہل علم، عام آدمی سے لے کر خاص تک میڈیا سے منٹوں اور گھنٹوں تک متعلق رہتا ہے۔ اس میڈیا کو ہر گھر میں یہ اہمیت حاصل ہے کہ ہر کوئی اسے دیکھتا بھی ہے اور اسے سنتا بھی ہے اور اس کی کہی ہوئی باتوں پر سوچتا بھی ہے اور انہیں بولتا بھی ہے، اس کو انسانی معاشرے اور گھر میں ایک ایسے فرد کی طرح حیثیت حاصل ہو چکی ہے جس کو سنے اور دیکھے بغیر چارہ نہیں۔ یہ ہر فرد کی ایک مجبوری بن چکا ہے، اس کا ناطہ و رابطہ ہر ایک فرد سے ہے، اس بنا پر کوئی شخص اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا، اور کوئی بھی اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتا اور ہر گھر میں اسے ایک ایسی مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس طرح انسانی جسم میں دل کو حاصل ہے۔ دل اگر صحیح کام کرتا ہے تو سارا انسانی جسم صحیح کام کرتا ہے اور اگر دل خراب ہو جائے تو سارا انسانی جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ألا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله و اذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهی القلب[۱۳]۔

"خبردار! انسانی جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا انسانی جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا انسانی جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔"

عصر حاضر میں معاشرے میں جس چیز نے دل کا مقام حاصل کیا اور معاشرے کی تعمیر اور تخریب میں ایک بنیادی حیثیت حاصل کی ہے، وہ میڈیا ہے۔ میڈیا اگر لوگوں کو شعور دے تو لوگ باشعور ہوں گے اور اگر لوگوں کو معاشرتی خرابیوں سے آگاہ کرے تو لوگ ان معاشرتی برائیوں سے اجتناب کریں گے۔ میڈیا اگر لوگوں کو تعلیم دے تو لوگ اس سے علم حاصل کریں گے اور اگر میڈیا منفی کردار ادا کرے اور معاشرے کی برائیوں کو چھپائے تو اصلاح نہ ہو سکے گی، اور اگر قاتلوں اور ظالموں کو تحفظ دے تو قتل و غارت گری اور

ظلم وستم کا خاتمہ نہ ہوگا۔ کرپٹ لوگوں سے نفرت دلائے تو کوئی ان سے محبت نہ کرے گا۔ مگر میڈیا کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بلاوجہ کسی کی پگڑی نہ اچھالے اور کسی کی عزت پر حملہ نہ کرے۔ کسی کی کردار کشی نہ کرے، نیز میڈیا سے وابستہ لوگ اپنی زبان اور قلم کا سودا نہ کریں، اپنے منصب کو قابل فروخت نہ بنائیں، حق پر مبنی بات کہہ دیں، کسی مزاحمت کو خاطر میں نہ لائیں، اور کسی کی قوت وطاقت ان کو کمزور نہ کرے کہ وہ حق ہی کو چھپالیں، اور وہ بات کریں جس پر ان کا اپنا ضمیر ملامت کرتا ہو، وہ حق وصداقت کی نشانی بنیں، کسی کا خوف وخطرہ اور کسی کی مزاحمت وملامت ان کو حق کے اظہار سے نہ روک سکے۔ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ(۱۵)۔

"وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔"

میڈیا کے ذریعے انفرادی واجتماعی شعور کی بیداری:

میڈیا کا کام خبر کو پہنچانا ہے، اس خبر کو چھوٹا اور بڑا کرنا میڈیا کی ذمہ داری نہیں ہے، ایسا نہ ہو کہ چھوٹی خبر کو مبالغہ آرائی کی بناء پر بہت بڑا کردیا جائے اور بہت بڑی خبر کو مفادات کی وجہ سے بہت چھوٹا کردیا جائے، خبر کے پس پردہ کوئی قوت اس خبر کی "خبریت" پر اثر انداز نہ ہوسکے اور اس خبر کو اپنے مفادات کے لیے استعمال نہ کرسکے۔ میڈیا کا کام راستہ دکھانا ہے۔ صحیح بات کو پہنچانا ہے، انسانی ذہن تک حقیقت کا ابلاغ کرنا ہے۔ میڈیا کی ذمہ داری ذہین بنانا نہیں بلکہ ذہن تک بات کو پہنچانا ہے، اس خبر پر کوئی موافق رائے رکھے یا مخالف رائے بنائے، اس سے میڈیا کا کوئی سروکار نہیں اور نہ اس پر میڈیا کے افراد کو اپنی توانائی صرف کرنی چاہیے، اگر میڈیا ایسا کرے گا تو اس کا کردار جانبدار ہوجائے گا اور اپنی غیر جانبدارانہ حیثیت کو کھودے گا، یوں لوگوں کا اس پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ اس لیے میڈیا کا تعلق فقط خبر سے ہو اور اس خبر کو پہنچانے سے ہو، قرآن مجید نے سب سے بڑی خبر قیامت کو گردانا ہے، ارشاد فرمایا: عَمَّ يَتَسَاءلُونَ o عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ(۱۶)۔

"یہ لوگ آپس میں کس چیز سے متعلق سوال کرتے ہیں؟ کیا اس عظیم خبر سے متعلق پوچھ گچھ کررہے ہیں۔"

میڈیا کا کام خبر کو عظیم بنانا نہیں بلکہ حقیقت سے متعلق راہنمائی فراہم کرنا ہے۔ اس حوالے سے سورۃ الدھر سے ہمیں راہنمائی ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيراً o إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً(۱۷)۔

"پس ہم نے انسان کو سننے والا اور پھر دیکھنے والا بنایا ہے۔ بے شک ہم نے انسان کو حق وباطل میں تمیز کرنے کے لیے شعور وبصیرت کی راہ بھی دکھادی ہے، اب خواہ وہ شکر گزار ہوجائے یا ناشکر گزار رہے۔"

ان آیاتِ کریمہ کے ذریعے ہمیں میڈیا کے کردار کے حوالے سے یہ راہنمائی میسر آتی ہے کہ میڈیا کا کام "انا ھدینٰہ السبیل" سے مزین ہو۔ میڈیا کا کام سیدھے راستے کی جانب راہنمائی فراہم کرنا ہے، صحیح موقف سے آگاہ کرنا ہے، حقیقتِ امر سے باخبر رکھنا ہے، حق کو پہنچانا ہے اور حق تک رسائی پانا ہے اور حق و سچ سے آگاہ کرنا ہے، میڈیا وہ بات اس طرح لوگوں تک پہنچائے کہ وہ "سمیعا" سننے کے قابل ہو، "بصیرا" دیکھے جانے کے لائق ہو، قطع نظر اس کے اس خبر کو سن کر اور اس خبر کو دیکھ کر کون کیا رائے قائم کرتا ہے، کیا وہ خبر کا حامی ہوتا ہے یا اس سے مخالف ہوتا ہے۔ میڈیا کا یہ مطمع نظر نہ ہو۔ اس کا کام "ھدینہ السبیل" سے اکتسابِ فیض کرنا ہو، کسی کو موافق و مخالف بنانا نہ ہو اور خواہ مخواہ کسی کی مخالفت اور موافقت اس کا مقصود نہ ہو۔ ایسا کرنے سے میڈیا اپنا بنیادی کردار ترک کر دے گا۔ لوگ حق کی تلاش میں مصروف رہیں گے۔ جہاں جانبداری کا گمان پیدا ہوگا اسے وہ ترک کر دیں گے اور جہاں خریدے جانے اور بک جانے کا خیال آئے گا تو پھر میڈیا کی بات سنی نہ جائے گی اور نہ قبول کی جائے گی، کیونکہ سماعت و بصارت حقیقت و صداقت میں فروغ پاتی ہے۔ اس لیے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا[۱۸]۔

"اور ان میں سے کسی کاذب و گنہگار یا کافر ناشکر گزار کی بات پر کان نہ دھریں۔"

اگر میڈیا کے کسی بھی شخص کا ارادہ کسی کی پگڑی و عزت کو اچھالنا ہوگا، کسی کی کردار کشی کرنا ہوگی اور کسی کے مال و زر سے اپنی زبان کو سیاہ و متلذذ کرنا ہوگا اور اپنے منصب کا ناجائز استعمال کرنا ہوگا تو ایسا شخص زیادہ دیر تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوگا بالآخر فتح سچ اور حق کی ہی ہوتی ہے۔ جب کردار کشی کا گرد اور غبار چھٹے گا تو اس میڈیا پرسن کا چہرہ بھی اپنی حقیقت کے ساتھ بے نقاب ہو جائے گا اور اس عمل سے سوائے ذلت اور حقارت کے اسے کچھ میسر نہ آئے گا۔

خلافِ واقعہ خبروں سے لاتعلقی:

وہ شخص جو فسق و فجور کی طرف راغب ہو، گناہ و معصیت کی طرف اس کا طبعی رجحان زیادہ ہو، غلط کاریوں میں مبتلا ہونا اس کا شعار ہو، طبیعت میں فتنہ پروری، فساد انگیزی، افرا تفری، ہیجان انگیزی، شرارت بازی اور کذب و افتراء بندی کا غلبہ ہو، مزاج صلح پسندی کی بجائے شرارت پسندی کا ہو تو ایسے شخص کی خبر پر دھیان نہیں دینا چاہیے، جب تک کہ اس کی خبر کی تائید و تصدیق مصدقہ ذرائع سے نہ ہو جائے، ایسے شخص کی خبر پر فوری رد عمل سے اعراض کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس کی خبر میں اس کے فسق کی وجہ سے ریب و شک کا غلبہ ہے، وہ خبر یقین سے مزین نہیں ہے۔ اس کی خبر پر اقدام، ندامت و شرمندگی سے ماوراء نہیں، بلکہ ایسے شخص کی خبر اپنے اندر شرمساری

وخجالت کے ہزاروں امکانات لیے ہوئے ہوتی ہے۔اس بناپر فاسق کی خبر ہمیشہ غیر معتبر اور غیر مستند رہی ہے۔اس حقیقت کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ(١٩)۔

"اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں ناحق تکلیف پہنچا بیٹھو پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے رہو۔"

یہ آیتِ کریمہ میڈیا کے کردار کے حوالے سے بنیادی راہنمائی فراہم کرتی ہے،اگر اس آیتِ کریمہ کو ہم اپنے عصری ابلاغی کرداروں پر منطبق کریں تو راہنمائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ میسر آتا ہے۔"ان جاءکم فاسق" کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہونے والا مخبر اپنے اندر کردارِ صدق رکھتا ہے یا کردارِ کذب،اگر وہ اپنے اندر کردارِ کذب کا غلبہ رکھتا ہے تو ایسا شخص "فاسق" کہلائے گا اب وہ جو نئی خبر دے رہا ہے اس پر "تبین" اور چھان بین لازم ہے۔اس لیے حکم دیا "فتبینوا" یعنی اس کی خبر کو کریدنا،اور تفتیشِ حال کرنا،اس کا کھوج لگانا اور اس کی حقیقت کو جاننا ضروری ہے،اگر اس کی خبر کو اس عمل میں نہ ڈھالا گیا تو پھر لاعلمی اور بے خبری کی بناپر نقصان کا خطرہ اور ندامت کا اندیشہ ضرور ہے،اس لیے میڈیا کی وہی خبر معتبر اور مستند ہے جو چھان بین اور تفتیش و تحقیق کے عمل سے گزر کر آئی ہے ۔جہاں یہ عمل نہیں ہوا وہاں نقصان و خسارہ کا اندیشہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔

میڈیا اور ضابطۂ اخلاق(Code of Conduct)کا تعین:

میڈیا کو اپنی حدود کا تعین کرتا ہے اور اپنے اصول و ضوابط کو مختص کرتا ہے۔اس میں یہ ہے کہ کن چیزوں کا ابلاغ کرتا ہے اور کن چیزوں سے رُکتا ہے،کونسی چیز قابلِ تشہیر ہے اور کونسی چیز عدمِ تشہیر کے ضابطے میں آئے گی،کون سے پہلو میڈیا کے کردار کو مشکوک بناتے ہیں اور کونسے پہلو اس کے کردار کو قابلِ قبول بناتے ہیں،جس طرح ایک مسلمان کے لیے ناپسندیدہ چیزیں تین ہیں جن کا ذکر اس آیتِ کریمہ میں کیا گیا ہے،ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ(٢٠)۔

"کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تمھیں متنفر کر دیا ہے۔"

جب میڈیا سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان اور ایک انسان کے لیے ضابطۂ اخلاق ہے،اس کی زندگی کے کچھ ضابطے اور طریقے ہیں،انسان اپنے ان ضابطوں اور اصولوں کی ہر حال میں پابندی کرتا ہے تو اس بنا پر لازم ہے کہ میڈیا بھی اپنے لیے کچھ ضابطوں اور

اصولوں کا تعین کرے تاکہ اس کی معاشرتی ساکھ اور لوگوں کا اس پر اعتماد ہر صورت میں قائم رہے اور اس سے وابستہ افراد معاشرے کے سب سے زیادہ اصول پرست، غیر جانبدار اور غیر متعصب ہوں اور ان کی معاشرے میں شہرت، ایماندار، دیانتدار، اقدار پرور اور انصاف پسند کی ہو، تبھی لوگ ان کی بات سنیں گے، ان کی بات پر اعتماد کریں گے اور ان کے خیالات کو اپنا خیال بنائیں گے۔ میڈیا کا یہی چہرہ لوگوں کی ضرورت ہے، معاشرے کے ہر فرد کا میڈیا سے تقاضا اسی کردار کا ہے، میڈیا کے اس کردار ہی سے معاشرے کی تعمیر ممکن ہے اور اس کے برعکس میڈیا کا کردار معاشرے کی تخریب کا باعث ہے۔

معاشرتی اصلاح میں میڈیا کا کردار:

میڈیا کا سب سے بڑا بنیادی اور مرکزی کردار معاشرے کی اصلاح ہے۔ انسانی معاشروں کی ترقی اور تنزل کے اہم کرداروں میں سے ایک انتہائی اہم کردار میڈیا کا ہے، معاشروں کی بلندی اور پستی میں جو بھی عوامل کار فرما ہیں، اُن میں بہت بڑا عامل میڈیا ہے۔ میڈیا کی سب سے بڑی ذمہ داری معاشرے کی ترقی اور اصلاح ہے، معاشرتی اور انسانی اقدار کا تحفظ اور ان کا شعور دینا میڈیا کی ذمہ داری ہے۔ میڈیا کا کردار اصلاح کا ہے اور بگاڑ اور فساد کا خاتمہ کرنا ہے، مسلم معاشرے میں جو ذمہ داری ایک ایک فرد کی ہے وہ اجتماعی صورت میں میڈیا کی ہے، اس ذمہ داری کا ذکر قرآن مجید نے یوں کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا(۲۱)۔

"اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔"

اسی طرح ایک مسلم کے کردارِ اصلاح کو اگلی آیتِ کریمہ میں یوں واضح کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ(۲۲)۔

"بات یہی ہے کہ سب اہلِ ایمان آپس میں بھائی ہیں، سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

جب ایک مسلمان مصلح بنتا ہے تو دوسروں کی ہمدردیاں اپنے ساتھ پاتا ہے، ان کی نظروں میں انسانیت کا خیر خواہ بنتا ہے اور ان کے دلوں میں عزت و عظمت کا باعث بنتا ہے، جبکہ وہی مسلمان جب اس کردار کو ترک کر دیتا ہے اور معاشرے کے لیے "مفسد" بن جاتا ہے تو لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اسلامی معاشرہ انسان کے اصلاحی کردار کو اجتماعی صورت میں میڈیا میں دیکھنا چاہتا ہے۔ میڈیا کی

ذمہ داری لوگوں کے ذہنوں کو سنوارنا ہے لوگوں تک غلط اور بے بنیاد خبریں پہنچا کر بگاڑنا ہرگز نہیں ہے۔ میڈیا کی ذمہ داری ٹھوس حقائق کا اظہار کرنا ہے جن کے ذریعے لوگوں کی سوچ و فکر، قول و عمل اور عادات ورویے سنور جائیں۔

داد رسی میں میڈیا کا کردار:

ظالم اپنی قوت کے نشے میں مخمور ہوتا ہے، اسے اپنی طاقت پر گھمنڈ ہوتا ہے، وہ اپنے اثر ورسوخ پر ناز کرتا ہے، خود کو قانون سے بالادست محسوس کرتا ہے اور قانون کو اپنی لونڈی اور کنیز کی صورت میں دیکھتا ہے، اپنی مرضی کو قانون بناتا ہے۔ یوں ناروا قوت وطاقت کا اظہار کرتے ہوئے کمزور شخص پر ظلم کے پہاڑ گراتا ہے، اس کی مظلومیت بے بسی اور مجبوری پر اتراتا ہے، مظلوم کی جس قدر بے بسی ظاہر ہوتی ہے، اسی قدر اس کا ظلم بڑھتا ہے، حتی کہ ظلم کی تمام حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اس حوالے سے ارشاد باری تعالی ہے:

فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[۲۳]

"پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہاں تک وہ اللہ کے حکم کی طرف آئے پھر اگر وہ رجوع کرے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کراو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔"

میڈیا کا کردار ظلم کو مٹانا ہے، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا ہے، مظلوم کا ساتھ دینا ہے اور ظالم کو بے دست وپا کرنا ہے۔ حتی کہ ظالم خود اپنے ظلم سے باز آجائے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنصر آخاک ظالما او مظلوما فقال رجل يارسول الله !انصره اذا كان مظلوما أرايت ان كان ظالما كيف أنصره ؟ قال تحجزه او تمنعه من الظلم فان ذلک نصره[۲۴]

"اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہے، خواہ وہ مظلوم ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر وہ مظلوم ہو تب میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتایئے کہ جب وہ ظالم ہو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو، اور مزید فرمایا: اسے ظلم سے روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔"

اگر آج معاشرے کی سب سے بڑی طاقتور آواز اور معاشرے کی سب سے بڑی قوت میڈیا۔۔۔ مظلوم کا ساتھی نہ بنے اور مظلوم کے ساتھ کھڑا نہ ہو، بلکہ ظالم کا ساتھ دے اور ظالم کے ظلم سے مرعوب بھی ہو جائے اور اس کے حربوں اور حملوں سے ڈر جائے، اس کے خلاف آواز بلند نہ کرے اور اس کے خلاف کسی بھی صدائے احتجاج کو منظرِ عام پر نہ آنے دے تو ایسی صورت میں میڈیا اپنے بنیادی فرض کو ترک کر کے ظالم کا ساتھی بن جائے گا۔ جس کے باعث لوگوں کا اس پر اعتماد اٹھ جائے گا۔

میڈیا کو عدل و انصاف سے دنیا کی کوئی قوت روک نہ سکے۔ میڈیا کا کام حق کو سربلند کرنا اور باطل کو سرنگوں کرنا ہے مگر اس عمل میں بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی بھی فیصلہ غلط نہ کیا جا سکے۔

کردار کشی سے میڈیا کا اجتناب:

میڈیا پر لوگ اعتبار کرتے ہیں، اس سے دی جانے والی معلومات پر بھروسہ کرتے ہیں، اس سے دی جانے والی خبر کو مصدقہ جانتے ہیں اور اس سے نشر کی جانے والی اطلاعات کو ثقہ خیال کرتے ہیں۔ اگر میڈیا کی خبروں میں کسی قسم کا شک وریب اور عیب ہو، کسی نوعیت کی سازش ہو، کسی انداز کی تخریب ہو اور کسی شخص کو عزت سے محروم کرنا ہو اور کسی کی عظمت کو داغدار کرنا ہو، اگر میڈیا سے وابستہ کسی ایک شخص کا کردار اس نہج پر استوار ہو جائے تو وہ سارے میڈیا کی بدنامی اور رسوائی کا باعث بنے گا اور اس کے سبب پورا شعبہ اور طبقہ متاثر ہو گا۔ میڈیا کا کام لوگوں کی تضحیک کرنا نہیں ہے، ان کا تمسخر اور استہزاء کرنا نہیں، ان کی کردار کشی کرنا نہیں، ان کی پگڑیاں اُچھالنا نہیں ان کی بلاوجہ مذموم مقاصد کے حصول کے لیے طعنہ زنی کرنا نہیں، کسی سازش کے تحت ان کی عیب جوئی کرنا نہیں، اور ان کو گالی گلوچ کرنا نہیں۔

غرضیکہ ہر منفی کام، میڈیا کا اپنی ذمہ داریوں سے تجاوز ہے، ہر مثبت کام میڈیا کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ منفی اقدار کا قلع قمع کرنا میڈیا کا فرض اور مثبت تصورات کو فروغ دینا میڈیا کی شناخت ہے۔ میڈیا کے اس کردار کے حوالے سے راہنمائی ہمیں قرآن مجید سے یوں میسر آئی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ(۳۵)۔

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے، وہ لوگ ان (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہی عورتیں ان مذاق اڑانے والی عورتوں سے بہتر ہوں، اور نہ آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کے بُرے بُرے نام رکھا کرو، کسی کے ایمان لانے کے بعد اسے فاسق و بدکردار کہنا اور کہلانا بہت ہی برا نام ہے، اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ اسلامی معاشرے کا کوئی بھی فرد انفرادی اور اجتماعی صورت میں کسی بھی شخص کو بلاوجہ تضحیک و تمسخر کا نشانہ نہ بنائے، خواہ مخواہ کسی کا استہزاء نہ کیا جائے، کسی کے کردار کو غیر مصدقہ اطلاعات کی بنیاد پر داغدار نہ کیا جائے، بے بنیاد الزام تراشی نہ کی جائے، طعنہ زنی سے اجتناب کیا جائے اور کسی کو بے عزت کرنے کا ارتکاب نہ کیا جائے، اپنی زبان کو شائستہ اور مہذب رکھا جائے، زبان کو گالی گلوچ سے بچایا جائے، برے القابات اور برے ناموں سے احتراز کیا جائے، حق کا اظہار کیا جائے اور گناہ اور ظلم کو ہر صورت سے روکا جائے۔ یہی کردار مسلم معاشرہ اور معاشرتی اداروں کا ہے۔

سازشی ایجنڈے اور میڈیا کے اصلاحی حربے:

عصرِ حاضر میں میڈیا ریاست کے ستونوں میں سے ایک اہم ستون بن چکا ہے، اس کا پاکستان کی تقریباً بیس کروڑ آبادی میں سے ہر ہر فرد کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے، اس کی حیثیت ہر گھر میں اس فرد کی سی ہے جس کی بات ہر کوئی سنتا ہے یا دیکھتا ہے، میڈیا کا واسطہ اور ناطہ ہر فرد کے ساتھ ہے۔ میڈیا کی اس اہمیت کے پیش نظر معاشرے کے بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیردار اس کی آواز کو خرید کر اور اس کی آواز کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کی رائے کو اپنے حق میں بنانا چاہتے ہیں، اپنے سیاسی مخالفین کو رسوا کرنا چاہتے ہیں، ان کی عزت کو خاک میں ملا کر خود کو باعزت اور پُروقار ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں اور ذہنوں میں موجود مخالفین کی حمایت کو مخالفت میں بدلنا چاہتے ہیں۔ یہ کام اپنے کردار اور خدمات کی بجائے میڈیا کی قوت کو خرید کر کرنا چاہتے ہیں۔

اس تناظر میں اگر میڈیا کے افراد اور چینلز بک جائیں تو میڈیا کا اعتماد بری طرح مجروح ہوتا ہے، لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ وہی لوگ جو کل تک ان کی نظروں میں معتبر، معتمد اور معزز ہوتے ہیں وہ قابلِ حقارت اور لائق نفرت بن جاتے ہیں۔ اس عمل کو اپنا کر میڈیا در حقیقت اپنے ہی مقاصد کی نفی کرتا ہے اور اس سے کسی کے خلاف سازش نہیں کرتا بلکہ اپنے ہی وجود کے خلاف سازش کرتا ہے۔

سازش ہمیشہ بدگمانی اور جھوٹ سے وجود پاتی ہے، قرآن مجید میں ہمیں ان دونوں چیزوں سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا[٢٦]۔

''اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو، بے شک بعض گمان ایسے گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی عذاب و سزا واجب ہوتی ہے) اور کسی کے عیبوں اور رازوں کی جستجو نہ کیا کرو۔''

سازش کی بنیاد ظن اور تجسس ہے، بدگمانی اور عیب جوئی کا عمل انسان میں مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ انسان، حدود و قیود کو بھی بھول جاتا ہے۔ رازوں کی جستجو اور دوسروں کے عیبوں سے آگہی کی تڑپ انسان کو رسوا کر دیتی ہے، دشمنی و عداوت کی بنیادوں کو مستحکم کرتی ہے، نفرت و کدورت کے الاؤ کو بھڑکاتی ہے۔ اس عمل میں جھوٹ کی آمیزش ہو جائے تو سازش اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ جھوٹ خواہ کسی فرد کی زندگی میں آئے یا کسی ادارے و شعبے کی شناخت میں آئے، اس کا انجام تباہی و بربادی ہے۔ جھوٹ نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ اللہ کی مخلوق کو۔ اسی لیے جھوٹے شخص پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ اس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ[٢٧]۔

''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا: اَنَّ لَعْنَتَ اللهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ[٢٨]۔

''اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔''

حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اخو المسلم لا یخونه ولا یکذ به ولا یخذله ،کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ودمه ،التقوی ھاہنا بحسب امری من الشر ان یحتقر اخاه المسلم (٢٨)۔

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس سے خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے، دل کی طرف اشارہ کر کے، فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔''

میڈیا اگر جھوٹ جیسی اخلاقی برائی کو اپنی صفوں سے دُور کر لے تو اسے معاشرے میں وہ وقعت اور عظمت میسر آسکتی ہے، جو اس کی پہچان ہے اور جو اس کا حق ہے۔

خلاصہ کلام:

میڈیا کو اپنا ایسا کردار معاشرے میں متعارف کرانا ہے جو ہر ہر شخص کے جذبات، احساسات اور خیالات کی عکاسی کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار بھی ہو۔ میڈیا ریاست کا بھی وفادار ہو اور آئین و دستور کا بھی پابند ہو، حتیٰ کہ اسلام کی آفاقی تعلیمات کا بھی ترجمان ہو۔ میڈیا ملک و وطن کی ساری اکائیوں کی وحدت کی علامت ہو۔ قوم کی اعلیٰ روایات کا امین ہو اور قوم کی ارفع اقدار کا محافظ بھی ہو۔ میڈیا کا کردار غیر جانبدار ہو، مصلحانہ ہو، معلمانہ ہو، منصفانہ ہو۔ حق شناسی کا ہو اور باطل شکنی کا ہو، سچ کے فروغ کا ہو اور جھوٹ کے قلع قمع کا ہو، اس کا کردار امانت کا ہو، خیانت کا نہ ہو۔ وطن سے وفا کا ہو، بے وفائی کا نہ ہو۔ اس سے وابستہ افراد معتبر ہوں، مستند ہوں، اپنے اعلیٰ کردار کے باعث قابل عزت ہوں، مصدقہ اور پختہ معلومات کے حامل ہوں، زبان و عمل کے سچے ہوں، نہ بکنے والے اور نہ جھکنے والے ہوں، حق کی علامت ہوں، سچ کی شناخت ہوں اور اعلیٰ اخلاق سے مزین ہوں۔ گویا میڈیا اور اس سے وابستہ افراد تمام مثبت اقدار اور اعلیٰ روایات کا مجسم ہوں اور تمام منفی اقدار اور اسفل تصورات سے خالی ہوں۔ یہی وہ میڈیا ہے جو ہر ایک انسان اور مسلمان کے دل کی آواز ہے اور اپنے ہر سننے، پڑھنے اور دیکھنے والے کے احساسات وجذبات کا ترجمان ہے اور ان تمام تقاضوں پر ہر دور میں پورا اترنا میڈیا کا امتحان ہے۔

حوالہ جات

۱۔ معجم الفاظ القرآن، مجمع اللغۃ العربیہ، ناشر ناصر خسرو، اشاعت اوّل ۱۳۰۲، ص ۱۲۲

۲۔ ایضاً، ص ۱۲۴ ۳۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۴۔ سورۃ الاعراف ۹۳:۷ ۵۔ سورۃ الجن ۲۸:۷۲

۶۔ معجم الفاظ القرآن، ص ۳۲۵ ۷۔ سورۃ النساء ۸۳:۴

۸۔ سورۃ الضحیٰ ۱۱:۹۳

www.dictionary.com/browser/media_۸b

۹۔ سورۃ المائدہ ۹۲:۵

۱۰۔ صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، دار الایمان للتراث، القاہرہ، مصر، ص ۱۱۴

۱۱۔ سورۃ المائدہ ۹۹:۵ ۱۲۔ سورۃ النحل ۸۲:۱۶

۱۳a۔ سورہ یٰسین ۳۶:۱۷

۱۳b۔ www.answers.com/q/dated 14-3-2016

۱۴۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، ج۱، ص ۳۰

۱۵۔ سورہ المائدہ ۵۴:۵۱۶۔ سورہ النباء ۲۰۱:۷۸

۱۷۔ سورہ الدھر ۳۳:۷۶ ۱۸۔ سورہ المرسلت ۲۳:۷۷

۱۹۔ سورہ الحجرات ۶:۴۹ ۲۰۔ ایضاً ۷:۴۹

۲۱۔ ایضاً ۹:۴۹ ۲۲۔ ایضاً ۱۰:۴۹

۲۳۔ ایضاً ۹:۴۹

۲۴۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحب، ج ۶، ص ۲۵۵، رقم ۶۵۵۲

۲۵۔ سورہ الحجرات ۱۱:۴۹ ۲۶۔ ایضاً ۱۲:۴۹

۲۷۔ سورہ آل عمران ۹۱:۳ ۲۸۔ سورہ النور ۲۴:۷

۲۹۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، ج ۴، ص ۳۲۵، رقم ۱۹۲۷۔